سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

سوانح و افکار

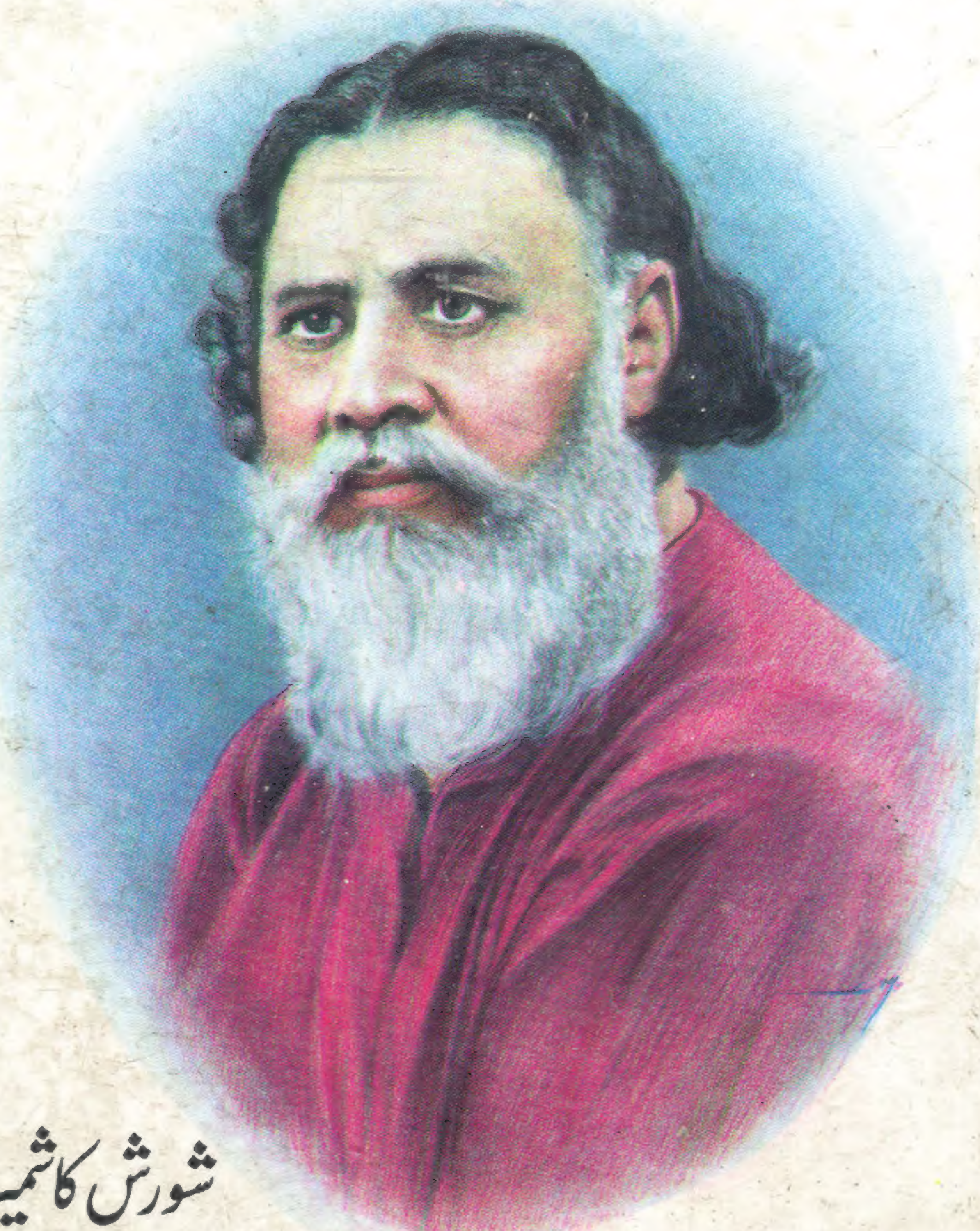

شورش کاشمیری

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

سوانح و افکار

مطبوعاتِ چٹان
۸۸ میکلوڈ روڈ ○ لاہور

یہ جہاد ہے۔"

مومن خان مومن کے ایک معتبر تصنیف کے دعائیہ اشعار سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے نزدیک جہاد کی علی التواتر تلقین و ترغیب کا مقصد ہندوستان سے انگریزوں کا اخراج تھا۔

(ملاحظہ ہو جماعت مجاہدین مصنفہ غلام رسول مہر صفحہ ۱۱ تا ۱۶)

مولانا غلام رسول مہر کی تحقیق کے مطابق حضرت سید احمد شہیدؒ کے جہاد کا رُخ انگریزوں سے ہٹا کر سکھوں کی طرف پھیرنے والے سرسید احمد خان ہیں۔

(دیکھو سیرت سید احمد شہیدؒ صفحہ ۲۵۲ عنوان افسانہ طرازیاں)

جہاد کا خوف

انگریزوں نے ہندوستان تو فتح کر لیا لیکن مسلمانوں کے دل و دماغ میں جہاد کا جو عقیدہ راسخ تھا وہ اس کی عالمی روح سے غافل نہ تھے، اور اس کا تجربہ انہیں مسلمان ملکوں میں خصوصیت سے ہو رہا تھا بلکہ صلیبی جنگوں کا ایک پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ لائیڈ جارج نے گو بہت بعد میں کہا لیکن انگریزوں کے تحت الشعور میں یہ خیال ہمیشہ جاگزیں رہا کہ قرآن ہمارے راستے کی بہت بڑی روک ہے۔

اپنی اس کھلی ہار (۱۸۵۷ء) کے بعد علماء نے پینترا بدلا اور زور دینا شروع کیا کہ ہندوستان دارالسلام سے دارالحرب ہو گیا ہے۔ اس ذہنی صف بندی کی ایک گونہ تفصیلات ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی تصنیف "ہمارے ہندوستانی مسلمان" سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں ان علمائے کرام کے فتاویٰ بھی درج ہیں جو جسمانی امن کے بعد انگریزی حکومت کے پرستاروں اور گماشتوں کی معرفت حاصل کئے گئے ـــــ مثلاً شمالی ہند کے دو رامپوری اور سات لکھنوی علماء کا فتویٰ جو سید امیر حسین شاہ اسسٹنٹ کمشنر بھاگل پور کے استفسار پر جاری کیا گیا اس پر ۱۷ جولائی ۱۸۷۰ء کی تاریخ ثبت ہے "ہندوستان میں جہاد جائز ہے

یا نہیں؟" کا جواب دیتے ہوئے ان علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ :

"مسلمان رعایا کے پاس نہ اپنے حاکموں کے ساتھ لڑنے کی طاقت ہے نہ ان کے پاس ہتھیار ہیں، برخلاف اس کے اگر لڑائی شروع کر دی جائے تو شکست ناگزیر ہے جس سے اسلام کی عزت کو نقصان پہنچے گا۔ لہٰذا جہاد واجب نہیں۔ ضروری ہے کہ جہاد کیا جائے تو اس میں مسلمانوں کی فتح اور اسلام کی برتری کا قیاس غالب ہو اگر اس قسم کے قیاس کا امکان نہ ہو تو جہاد ناجائز ہے۔"

اسی کتاب میں ایک اور فتویٰ محمڈن سوسائٹی کلکتہ کی طرف سے مرقوم ہے جس میں جہاد کو بغاوت سے تعبیر کیا گیا اور مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ بغاوت کی صورت میں اپنے حاکموں کا ساتھ دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جماعت مجاہدین کا قافلہ شمال مغربی سرحدی علاقوں میں سرگرم تھا اور انگریزوں نے ان پر لگاتار چڑھائیاں کر رکھی تھیں —— اس جذبے کو مدھم کرنے کے لئے جمال دین ابن عبداللہ، شیخ عمر حنفی مفتی مکہ معظمہ، احمد بن ذینی شافعی مفتی مکہ معظمہ اور حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مکہ معظمہ سے اس مطلب کے فتوے حاصل کئے گئے کہ ہندوستان دارالسلام ہے۔

علماء کے خلاف مقدمات

انگریزوں نے جنگ امبیلہ (سرحد) ۱۸۶۳ء کے بعد ان مجاہدین و معاونین پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیے جو ہندوستان کو دارالحرب کہتے اور جہاد و غزا کے علمبردار تھے، ایک پٹھان غزن خان کی مخبری پر مجاہدین کے تمام مددگار پکڑے گئے اور مندرجہ تحت پانچ مقدمہ ہائے سازش کی بنا رکھی گئی۔

۱۔ مقدمہ سازش انبالہ (۱۸۶۴ء) میں گیارہ ملزم تھے، مولانا یحییٰ علی صادق پوری ان کے امیر تھے بہ قول راوندشا مولانا کو "امیرالواعظین" کا خطاب حاصل تھا۔ سر ہربرٹ نے انہیں سزائے موت سناتے ہوئے فیصلہ میں لکھا۔